سلسلۃ اربعینات الحدیث النبوی 12

قال رسول الله ﷺ: نضّر الله امرأً سمع منّا شيئًا فبلّغه كما سمعه

أربعون حديثًا

اربعینِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

تالیف

ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی



ترتیب، تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنّہ پبلیکیشنز-لاہور

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

نضّر الله امرأً سمع منّا شيئًا فبلّغه كما سمعه

12

سلسلة اربعينات الحديث النبوي

أربعون حديثًا

اربعینِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

تألیف:

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج و اضافہ:

حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ

شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

نام کتاب: اربعینِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

تألیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ مُحَمَّدًا ﷺ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَّدَاعِیًا إِلَی اللّٰہِ بِإِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا، بَعَثَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ، وَمُعَلِّمًا لِّلْأُمِّیِّیْنَ، بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ، فَقَالَ سُبْحَانَہٗ -وَھُوَ أَصْدَقُ الْقَائِلِیْنَ - ﴿ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ۚ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ﴾ [الجمعۃ : 2]۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحَابَتِہٖ أَجْمَعِیْنَ، وَتَابِعِیْھِمْ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ أَمَّا بَعْدُ!

عہد قدیم کے عرب جو دین ابراہیمی کے حامل تھے، وہ شرک و بت پرستی میں بہت آگے نکلے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے بہت سے معبود تجویز کر لیے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ خود ساختہ معبود کائنات کے نظم و انتظام میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور نفع و نقصان پہنچاتے ہیں، زندہ رکھنے اور مارنے کی ذاتی صلاحیت و قدرت کے مالک ہیں۔ چنانچہ پوری عرب قوم بتوں کی پرستش میں ڈوب چکی تھی، ہر قبیلہ اور علاقہ کا علیحدہ علیحدہ معبود تھا، بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ہر گھر صنم خانہ تھا۔ حتیٰ کہ خود کعبۃ اللہ کے اندر اور اس کے صحن میں تین سو ساٹھ بت تھے، اس لیے وہ لوگ ایک نبی مرسل کے ذریعہ ہدایت و راہنمائی کے شدید محتاج تھے۔ اس وقت اللہ نے ان پر کرم کیا اور آخر الزمان پیغمبر جناب محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا:

﴿ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ

﴿وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴾

[الجمعة : 2]

''اُسی نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور انہیں (کفر وشرک کی آلائشوں سے) پاک کرتے ہیں، اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ اُن کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴾ [الشوری: 52]

''(اے میرے نبی!) آپ یقیناً لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے منصب رسالت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہر ہر پیغام الٰہی جس پیغام کے پہنچانے کا آپ کو مکلف ٹھہرایا گیا تھا اسے پوری ذمہ داری سے پہنچادیا، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

[المائدة : 67]

''اے رسول! آپ پر آپ کے رب کی جانب سے جو نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچادیجیے، اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو گویا آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا، بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔''

علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت ''فتح القدیر'' میں لکھتے ہیں کہ ''بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ'' کے عموم سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر اللہ عزوجل کی طرف سے

واجب تھا کہ ان پر جو کچھ وحی ہو رہی ہے لوگوں تک بے کم و کاست پہنچائیں، اس میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کے دین کا کوئی حصہ خفیہ طور پر کسی خاص شخص کو نہیں بتایا جو اوروں کو نہ بتایا ہو۔ انتھی۔ [1]

اسی لیے صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ . . .﴾ الآية))

''جو کوئی یہ گمان کرے کہ محمد ﷺ نے وحی کا کوئی حصہ چھپا دیا تھا وہ جھوٹا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔'' [2]

پس اللہ تعالیٰ کا دین کامل، مکمل اور اکمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر احسان عظیم ہے، انہیں اب نہ کسی دوسرے دین کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کی۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة : 3]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

امام احمد اور بخاری و مسلم وغیرہم نے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو اس دن کو ہم ''یومِ عید'' بنا لیتے۔

---

1. فتح القدير : 488/1۔
2. صحيح بخاری، كتاب التفسير، رقم : 4612۔

انہوں نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ۔۔۔ الآية ﴾ تو امیر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اس دن اور اس وقت کو خوب جانتا ہوں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت جمعہ کے دن، عرفہ کی شام میں نازل ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت دونوں نازل کیے۔ لہٰذا دین کتاب وسنت کا نام ہے۔

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ ﴾ [النجم : 3-4]

''اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں۔ وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان پر اتاری جاتی ہے۔''

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ [النساء : 113]

''اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت دونوں نازل کیا۔''

صاحب ''فتح البیان'' لکھتے ہیں: یہ آیت کریمہ دلیل بین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحی ہوتی تھی جو آپ کے دل میں ڈال دی جاتی تھی۔

حدیث نبوی ((تَسْمَعُوْنَ مِنِّيْ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ)) میں احادیث کو لکھنے، سیکھنے، سکھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی تلقین موجود ہے۔

امام نووی تقریب النواوی میں رقمطراز ہیں:

"عِلْمُ الْحَدِيْثُ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرْبِ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ؟ هُوَ بَيَانُ طُرُقِ خَيْرِ الْخَلْقِ وَأَكْرَمِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ"

''رب العالمین کے قریب کرنے والی چیزوں میں سب سے افضل علم حدیث ہے اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ وہ تمام مخلوق میں سے بہترین اور تمام اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے معزز ترین شخصیت کے طریقے بیان کرتا ہے۔''

امام زہری سے امام حاکم نقل فرماتے ہیں:

”إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ أَدْبُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَدَّبَهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَدَّبَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَّتَهُ بِهِ وَهُوَ أَمَانَةُ اللّٰهِ عَلٰى رَسُوْلِهِ لِيُؤَدِّيَهُ عَلٰى مَا أُدِّى إِلَيْهِ“[1]

”یہ علم اللہ تعالیٰ کا وہ ادب ہے جو اس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو سکھایا اور انہوں نے یہ اپنی امت کو بتایا تو یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول کے پاس امانت ہے کہ اسے وہ اپنی امت تک پہنچائیں۔“

محدثین اور علم حدیث سے شغف رکھنے والوں کی فضیلت میں یہ ارشاد نبوی بہت بڑی دلیل ہے۔

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ۔۔۔))[2]

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جو ہم سے حدیث سن کر یاد کرلے پھر اور لوگوں کو پہنچادے......۔“

مذکورہ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے تروتازگی کی دعا فرمائی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسجد خیف منیٰ میں اپنے آخری حج میں کی ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے محدثین کی تعدیل فرمائی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ۔۔۔))

---

[1] معرفة علوم الحديث، ص : 63۔

[2] سنن ترمذی، كتاب العلم، رقم الحديث : 2668، عن زيد بن ثابت۔

’’اس علم کو ہر زمانہ کے عادل حاصل کریں گے۔ اس میں زیادتی کرنے والوں کی تحریف وتبدیل اور باطل پسندوں کی حیلہ جوئی کو اور جاہلوں کی بے جا تاویلوں کو دور کرتے رہیں گے۔‘‘

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

”هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔“ [1]

’’وہ اہل حدیث ہیں۔‘‘

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِيْ۔ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ خُلَفَائُكَ؟ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَرَوْنَ أَحَادِيْثِي وَسُنَّتِي وَيُعَلِّمُوْهَا النَّاسَ۔“ [2]

’’اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے۔ میری حدیثوں کو روایت کریں گے۔ اور میری سنتوں کی لوگوں کو تعلیم دیں گے۔‘‘

چنانچہ محدثین نے حدیث وسنت کی تدوین وجمع کے لیے اپنی جہود مخلصہ بذل کیں۔ حدیث وسنت کی چھان پھٹک کے لیے اصول وضوابط قائم کیے۔ اصول حدیث اور اسماء الرجال کے نام سے بڑی بڑی ضخیم کتب مرتب کیں جو کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میزہ اور خاصہ ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ فِی الدَّارِيْنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:

((مَنْ حَفِظَ عَلٰى أُمَّتِي أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ

---

[1] شرف أصحاب الحديث، ص : 27۔

[2] شرف أصحاب الحديث، ص : 31۔

الْقِيَامَةِ فَقِيْهًا عَالِمًا۔))[1]

”میری امت میں سے جس شخص نے چالیس احادیث جن سے لوگ انتفاع کرتے ہیں، حفظ کرلیں تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے زمرۂ فقہاء و علماء سے اٹھائے گا۔“

یہ روایت جن متعدد صحابہ سے مروی ہے ان میں علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبد اللہ بن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کے نام شامل ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ”فِیْ زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ“ کے الفاظ مروی ہیں اور ایک روایت میں ”وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا“ کے الفاظ مروی ہیں اور ابن مسعود کی روایت میں ”قِيْلَ لَهُ ادْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ“ کے الفاظ مروی ہیں۔ جبکہ ابن عمر کی روایت میں ”كُتِبَ فِيْ زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِيْ زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ“ کے الفاظ مروی ہیں۔

لیکن یہ روایات عام طور پر ضعیف بلکہ منکر اور موضوع ہیں۔ امام نووی اور حافظ ابن حجر نے تحقیق کرنے کے بعد واضح کیا ہے کہ ان تمام احادیث کی جملہ روایات انتہائی ضعیف اور نا قابل قبول ہیں، اوران کا ضعف بھی ایسا ہے، جسے تقویت نہیں ہوسکتی۔[2]

مگر محدثین کی حدیث کے ساتھ محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس حدیث کو بنیاد بنا کر ”اَلْأَرْبَعُوْنَ، اَلْأَرْبَعِيْنَاتُ“ کے نام سے کتب مرتب کردیں۔ الأربعون سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث یا

---

[1] العلل المتناهية : 111/1۔ المقاصد الحسنة : 411۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیں:المقاصد الحسنة، ص : 411۔ مقدمة الأربعين للنووی، ص : 28۔ 46۔ شعب الإيمان للبيهقی : 271/2، برقم : 1727۔

مختلف ابواب سے یا مختلف اسانید سے چالیس احادیث جمع کی جائیں۔ اس طرح کی تصانیف کا اصل سبب یہی بیان کردہ احادیث ہیں جن میں چالیس احادیث جمع کرنے والے کے لیے بہت فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے بشارت دی گئی ہے۔ اس طرز پر تصنیف کرنے والوں میں اولین کتاب امام عبد اللہ بن المبارک (م 181ھ) کی ہے۔ اسی طرح حافظ ابونعیم (م 430ھ)، حافظ ابوبکر آجری (م 360ھ)، حافظ ابواسماعیل عبد اللہ بن محمد الہروی (م 481ھ)، ابوعبد الرحمن السلمی (م 412ھ)، حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف ابن عساکر (م 571ھ)، حافظ محمد بن محمد الطائی (م 555ھ) نے "اَلْأَرْبَعِيْنَ فِيْ اِرْشَادِ السَّائِرِيْنَ إِلٰی مَنَازِلِ الْمُتَّقِيْنَ" حافظ عفیف الدین ابوالفرج محمد عبد الرحمن المقری (م 618ھ) نے "أَرْبَعِيْنَ فِي الْجِهَادِ وَالْمُجَاهِدِيْنَ"، حافظ جلال الدین السیوطی (م 911ھ) نے "أَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا فِيْ قَوَاعِدِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَفَضَائِلِ الْأَعْمَالِ"، حافظ عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (م 656ھ) نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْأَحْكَامِيَّةِ"، حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی (م 852ھ) نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْمُنْتَقَاةُ مِنْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ" اور ابوالمعالی الفارسی نے "اَلْأَرْبَعُوْنَ الْمُخَرَّجَةُ فِی السُّنَنِ الْكُبْرٰى لِلْبَيْهَقِيِّ" اور حافظ محمد بن عبد الرحمن السخاوی (م 902ھ) نے "اَرْبَعُوْنَ حَدِيْثًا مُنْتَقَاةٌ مِّنْ كِتَابِ الْأَدْبِ الْمُفْرَدِ لِلْبُخَارِيِّ" تحریر کی۔ اربعین میں سب سے زیادہ متداول اربعین نووی ہے۔ اس پر بہت سے علماء کے حواشی، شروحات اور زوائد موجود ہیں۔ اربعین نووی پر ہماری بھی مختصر مگر جامع شرح ہمارے مؤقر مجلہ "دعوت اہل حدیث" میں چھپ رہی ہے۔

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

ہمارے زیر سایہ ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز کے رئیس اور ہمارے انتہائی قریبی دوست

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی اورادارہ کے رفیق سفر اور ہمارے انتہائی قابل اعتماد شخصیت حافظ حامد محمود الخضری، ہمارے ان دونوں بھائیوں کی کئی ایک موضوعات پر کتب اہل علم اور طلباء سے دادِ تحسین وصول کرچکی ہیں۔ اب انہوں نے مختلف موضوعات پر علی منہج المحدثین اَرْبَعِیْنَات جمع کی ہیں۔ "أَرْبَعُوْنَ حَدِیْثًا" زیورِطباعت سے آراستہ ہوکرآپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کام انتہائی مبارک اور نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مخرج اور ناشرسب کواجر جزیل عطا فرمائے اوراس کے نفع کو عام فرمادے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَأَهْلِ طَاعَتِهٖ أَجْمَعِيْنَ .

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصارالسنہ پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ:

حدیث: 1

((عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) [1]

’’حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین (نیک عمل) یہ ہے کہ (کسی سے) اللہ کے لیے ہی دوستی ہو اور اللہ کے لیے ہی دشمنی ہو۔‘‘

تشریح:......محبت ایک شریفانہ جذبہ ہے۔ بشرطیکہ اس سے فطری کام لیا جائے ورنہ یہی جذبہ بہت سی خرابیوں کا باعث ہو جاتا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ دنیا دار کسی کے حسن و جمال، کسی ذاتی غرض یا کسی نفع بخش شے کے لیے باہمی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جب مقصد حاصل نہیں ہوتا یا ایک نفع بخش چیز پر بہت سے لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں تو چھینا جھپٹی، حسد، بغض اور دنگا فساد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس ٹکراؤ سے بچنے کی اسلام یہ صورت پیش کرتا ہے کہ باہمی محبت اور دشمنی، جس کے بغیر معاشرتی زندگی ناممکن ہے، اپنی ذاتی اغراض کے لیے نہ کرو بلکہ تمہاری دوستی بھی اللہ کے لیے ہو اور دشمنی بھی۔ اس طرح انسان حق وصداقت اور انصاف کا حامل بن جائے گا اور معاشرہ میں امن وسکون کا دور دورہ ہوگا۔

یاد رہے کہ دنیا میں جن کی دوستی کی بنیاد معصیت، فساد انگیزی، حق سے دشمنی اور دیگر

---

[1] سنن ابوداؤد، كتاب السنة، باب مجانبة أهل الأهواء وبغضهم، رقم :4599.

مادی اور شہوانی اغراض و مقاصد پر ہے، قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے اور آپس میں اظہارِ نفرت کرنے لگیں گے، اس لیے کہ وہ ساری باتیں ان کے عذاب کا سبب بنتی نظر آئیں گی، تو ان کی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی، البتہ جو لوگ یہاں اللہ سے ڈرتے ہیں، اور آپس میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن بھی ایک دوسرے سے محبت کریں گے، اس لیے کہ دنیا میں جن دینی اغراض و مقاصد پر ان کی آپس کی محبت کی بنیاد تھی، اُس دن وہ ساری باتیں ان کے ثواب و نجات کا سبب بن جائیں گی، اس لیے ان کی آپس کی محبت کی بنیاد تھی، اُس دن وہ ساری باتیں ان کے ثواب ونجات کا سبب بن جائیں گی، اس لیے ان کی آپس کی محبت اور بڑھ جائے گی:

﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴾

[الزخرف : 67]

”اس دن متقیوں کے سوا، تمام دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔“

حدیث :2

((وَعَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) [1]

”اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے، اس کے باپ، اولاد اور تمام

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الإيمان، باب حُب الرسول من الإيمان، رقم: 15، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: 44/70.

لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔''

تشــــــریـــح:...... ایک مومن کو سب سے شدید محبت تو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ ﴾ [البقرة : 165] ''یعنی مومن سب سے شدید محبت اللہ تعالیٰ سے رکھتے ہیں۔'' البتہ مخلوقات میں سب سے زیادہ محبت سرور کائنات حضرت محمد ﷺ ہی سے ہونی چاہیے۔ یاد رہے کہ محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک طبعی محبت جیسے ماں باپ اور اولاد کی محبت، جس میں انسان مجبور ہے۔ دوسری عقلی محبت ہے اور وہی یہاں مراد ہے۔ یعنی اگرچہ ایک بات کو جی نہ چاہے مگر بتقاضائے عقل انسان اپنے آپ کو اس کی طرف مائل کرے۔ مثلاً کڑوی دوا کھانے کو جی نہیں چاہتا مگر بیمار آدمی زبردستی طبیعت کو راغب کرتا اور دوا کھاتا ہے کیونکہ عقلی طور پر یہ جانتا ہے کہ صحت کا راز اسی میں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہو، اگرچہ اس راہ میں کیسی ہی تکالیف پیش آئیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سلامتی رسول اکرم ﷺ کی اتباع ہی میں ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ تمام رضامندیوں اور اغراض پر حضور ﷺ کی رضامندی کو مقدم رکھے اور تمام محبتوں پر حضور کی محبت کو غالب رکھے۔ آمین!

حدیث: 3

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ)) [1]

''اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس چیز

[1] شرح السنة : 1212/1، 1213، كتاب الإيمان، باب رد البدع والأهواء، رقم: 104۔ قال النووي في "أربعينه" هذا حديث صحيح، رويناه في، كتاب الحجة، بإسناد صحيح .

(دین وشریعت) کے تابع نہ ہو جائے جو میں لایا ہوں۔''

تشریح: ......یعنی مکمل قلبی یقین اور طبیعت کی پوری آمادگی کے ساتھ اسلامی شریعت کی پیروی کرے، آپ ﷺ کے ہر ہر نقش قدم کی جبہ سائی اور ہر ہر ادا کی نقالی کو اپنے لیے سعادتِ دارین سمجھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے اشارہ چشم وابرو کی تعمیل کو بھی اپنے اوپر لازم کرے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمد (ﷺ) ہو اُدھر گردن جھکائی ہو

حدیث: 4

((وَعَنْه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ)) [1]

''اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔''

تشریح: ......کامل مسلمان وہ ہے جو اپنی زبان سے نہ کسی کو برا کہہ کر ایذا پہنچائے، نہ کسی کی غیبت اور چغلی کرے اور نہ ہی کسی پر بہتان لگائے۔ نیز کسی کو ناحق زدوکوب نہ کرے اور ہر اس کام سے رک جائے جس کی ممانعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمائی۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون فی لسانه ویده، رقم: 10.

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ [الحجرات : 11]

''اے ایمان والو! ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اُڑائے، ممکن ہے کہ جن کا مذاق اُڑایا جارہا ہے وہ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ممکن ہے کہ جن کا مذاق اُڑایا جارہا ہے، مذاق اُڑانے والیوں سے بہتر ہوں، اور تم اپنے مسلمان بھائیوں پر طعنہ زنی نہ کرو، اور ایک دوسرے کو بُرے القاب نہ دو، ایمان لانے کے بعد مسلمان کو بُرا نام دینا بڑی بُری شے ہے، اور جو ایسی بدزبانی و بداخلاقی سے ثابت نہیں ہوں گے، تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض امور سے منع فرمایا ہے جو مسلمانوں کے درمیان اختلاف ونزاع اور جنگ وقتال کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہاری ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ حقیر سمجھ کر جس کا مذاق اُڑایا جارہا ہے، وہ اللہ کے نزدیک مذاق اُڑانے والی جماعت سے بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی مسلمان مرد یا عورت اپنے مسلمان بھائی یا بہن میں عیب لگائے۔ اور چونکہ ایمانی رشتہ سب سے قوی رشتہ ہوتا ہے، اس لیے مسلمان آپس میں ایک جان ہوتے ہیں، تو کسی مسلمان کی عیب جوئی گویا خود اپنی عیب جوئی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی کسی کو ایسے نام سے پکارے جسے وہ برا سمجھتا ہے، اس لیے کہ یہ بھی مسلمانوں میں عداوت واختلاف کا بہت بڑا سبب ہے۔

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے بطور تاکید فرمایا کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کا مذاق اُڑانے، اس کی عیب جوئی کرنے، اور اسے برے ناموں کے ذریعہ پکارنے سے باز نہیں آئے گا، اور ان گناہوں سے تائب نہیں ہوگا، وہ درحقیقت اپنے حق میں بڑا ظالم ہوگا کہ وہ ان گناہوں کے سبب اللہ کے عقاب کا مستحق ٹھہرے گا۔

حدیث: 5

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ)) [1]

''اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو برا کہنا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔''

تشریح: ......اس حدیث میں مسلمان کو برا کہنے اور اسے قتل کرنے کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے اور اسے گناہ کبیرہ اور ایمان کامل کی نفی قرار دیا گیا ہے۔

حدیث: 6

((وَعَنْ حُذَيْفَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))وَفِي رِوَايَةُ مُسْلِمٍ: "نَمَّام" [2]

''اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' اور مسلم کے الفاظ ہیں "نمام" جبکہ معنی ایک ہی ہے۔

تشریح: ......جو شخص ایک کی بات دوسرے کو پہنچائے اور لگائی بجھائی کے ذریعے جھگڑے اور فساد کا سبب بنے وہ آخرت میں نجات نہیں پائے گا۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن، رقم: 48، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق، رقم: 64/116.

[2] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما یکره من النمیمة، رقم: 6056، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة، رقم: 105/169.

حدیث: 7

((وَعَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا)) [1]

''اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور اچھی باتیں کہتا اور ایک دوسرے کو پہنچاتا ہے۔''

تشریح: ......یعنی وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا نہیں ہے جو جھگڑا رفع کرانے اور اصلاح کی خاطر ایک شخص کی طرف سے دوسرے کو بھلی باتیں پہنچاتا ہے۔ اگرچہ وہ جھوٹ ہی ہوں۔ مثلاً اسلم اور افضل کے درمیان جھگڑا ہے کوئی شخص ایک طرف سے دوسرے کو یہ باتیں پہنچاتا ہے کہ وہ تمہیں سلام کہتا ہے۔ تمہاری تعریف کرتا ہے اور تمہاری دوستی کا دم بھرتا ہے اور کہتا ہے کہ جھگڑا غلط فہمی کی بنیاد پر ہوا ہے۔

حدیث: 8

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَمَتَ نَجَا)) [2]

''اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔''

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذی يصلح بين الناس، رقم: 2692، صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الكذب، رقم: 2605/101.

[2] سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة، رقم: 2501، مسند أحمد: 259/5، شعب الإيمان للبيهقی، كتاب الإيمان، باب حفظ اللسان، رقم: 4983.

تشریح: ......دوسری حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَا یَعْنِیْهِ" [1] ''آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے۔'' چنانچہ خاموش رہنے سے مراد فضول گفتگو سے اجتناب ہے وگرنہ بوقت ضرورت حکیمانہ بات کرنا تو لازمی ہے مثلاً انسان کوئی بری بات دیکھے یا سنے تو اسے زبان سے روکنا ضروری ہے البتہ ادھر ادھر کی گفتگو اور خوش گپیوں میں وقت گزارنا سراسر خسارہ ہے۔

حدیث: 9

((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ)) [2]

''اور حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور مبالغہ آمیزی کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔''

تشریح: ......یعنی کامل مومن وہ ہے جو کسی کو طعنے نہیں دیتا کہ یہ جاہلیت کی علامت ہے اور طعنوں سے سینے چھلنی ہو جاتے ہیں جو کبھی مندمل نہیں ہوتے۔ اسی طرح وہ لعنت ملامت کرنے والا بھی نہیں ہوتا کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا نام ہے اور جس پر لعنت ڈالی جائے اگر وہ لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت ڈالنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے نیز وہ دوسروں کو خوش کرنے کے لیے مبالغہ آمیز لطیفہ گوئی بھی نہیں کرتا کہ یہ چیز ہلاکت میں ڈالنے والی ہے۔

---

[1] مؤطا مالك، كتاب حسن الخلق :903/2، رقم : 3۔ مسند أحمد :211/1.

[2] سنن ترمذی، كتاب البر، باب ما جاء فی اللعنة، رقم : 1977، شعب الإيمان للبيهقی، باب في حفظ اللسان، رقم :5150.

حدیث :10

((وَعَنْ اَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ: قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَآئِقَہُ)) [1]

''اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی برائیوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔''

تشــــریح: ...... ہمسائے کے حقوق بہت زیادہ ہیں ایک دوسری حدیث کے مطابق جبرائیل ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمسائے کے حقوق کی محافظت کی تاکید کرتے تھے چنانچہ جو شخص ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کے بجائے اپنی شرارتوں سے اسے تنگ کرتا ہے اس کے لیے اس حدیث میں سخت وعید ہے۔

حدیث :11

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنَّانٌ ، وَّلَا عَاقٌ ، وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ)) [2]

''اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

تشریح: ...... ''منان'' کہتے ہیں، کچھ دے کر احسان جتلانے والے کو' یہ بہت اذیت ناک بات ہے اس سے صدقات کا اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرۃ : 264] یعنی ''احسان جتلا کر اور اذیت

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان تحریم إیذاء الجار، رقم :46/73.

[2] سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب المنان بما أعطی، رقم :2562، سنن دارمی، کتاب الأشربۃ، باب في مدمن الخمر، رقم :2094.

پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو۔'' بلکہ کسی کو کچھ دینے کے بعد یہ کیفیت ہونی چاہیے۔ ﴿لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝﴾ [الدھر : 9] ''یعنی ہم تم سے احسان کا بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہی شکریے کے طالب ہیں۔''

'الــعــاق' والدین کے نافرمان کو کہتے ہیں جو ان کی خدمت کرنے کے بجائے انہیں اذیت پہنچاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ والدین اولاد کی جنت یا جہنم ہیں گویا ان کی اطاعت کرے تو جنت میں جا سکتا ہے اور حکم عدولی سے جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ نیز وہ شراب کا عادی جو توبہ کیے بغیر مر جائے وہ بھی اسی سزا کا مستحق گردانا گیا ہے۔ اور جنت میں داخل نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ناجی مسلمانوں کی طرح براہ راست جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ پہلے اپنے گناہوں کی سزا بھگتیں گے۔

حدیث :12

((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِىَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَالْحَجِّ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) [1]

''اور حضرت عبد اللہ بن ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ (ستونوں) پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا، اور (بیت اللہ) کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

---

[1] صحيح بخارى ، كتاب الإيمان ، باب دعاؤكم إيمانكم ، رقم : 8، صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب بيان أركان الإسلام ودعائمه العظام ، رقم :45/21 .

تشریح: ...... کسی عمارت کی بنیادیں اور ستون چاہے کتنے ہی مضبوط ہوں جب تک ان ستونوں پر چھت نہ ڈالی جائے، عمارت مکمل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ مذکورہ بالا پانچوں باتیں جن کا تعلق عبادات سے ہے اور جو بمنزلہ (ستونوں کے ہیں) جب تک ان پہ معاملات (معاشی، سماج، سیاسی) کی چھت نہ ڈالی جائے، اسلام کی عمارت مکمل نہیں ہوگی۔ لہٰذا عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات و اخلاقیات پر عمل پیرا ہونے سے ہی دین اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔

حدیث: 13

((وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَفَاتِیْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) [1]

''اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جنت کی چابی ہے۔''

تشریح: ......ایک روایت میں ہے کہ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے لوگوں کو نیک اعمال کی ترغیب دی تو انہوں نے یہی حدیث پیش کی اور کہا کہ جنت کا دروازہ کھلنے کے لیے یہی کلمہ طیبہ کافی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ کلمہ جنت کی چابی ہے لیکن چابی کے دندانے ہوتے ہیں۔ پس اگر تمہارے پاس دندانوں والی چابی ہوگی تو دروازے کھلے گا وگرنہ نہیں۔'' [2]

یاد رہے کہ دندانوں سے مراد نیک اعمال ہیں یعنی زبان سے کلمہ طیبہ کا اقرار کرے، دل سے تصدیق کرے اور برضا و رغبت اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہو۔ نیز جنت کی کنجی سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آخر کار جنت ہی میں داخل ہوگا لیکن براہ راست ناجی مسلمانوں کے

---

[1] مسند احمد: 242/5.

[2] صحیح بخاری:109/3، مشکاۃ، کتاب الإیمان، الفصل الثالث، رقم: 43.

ہمراہ نہیں بلکہ اپنی بے عملی یا بدعملی کی سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا اور یہی مراد ان تمام حدیثوں سے ہے جن میں محض کلمہ گوئی پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

حدیث: 14

((وَعَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوة)) [1]

''اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندے اور کفر کے درمیان (نماز اور) ترک نماز کا فرق ہے۔''

تشریح:...... یعنی نماز مسلمان بندے اور کفر کے درمیان ایک دیوار کے مانند ہے کہ مسلمان بندہ اس کے سبب کفر تک نہیں پہنچ سکتا لیکن جب نماز چھوڑ دی تو گویا دیوار گرا دی جس کے سبب مسلمان بندہ کفر کو پہنچ جاتا ہے۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَرْكُ الصَّلَاةِ شِرْكٌ)) [2]

''نماز ترک کرنا شرک ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ ﴿٣١﴾

[الروم : 31]

''اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو، نماز کو قائم کرو اور مشرکوں میں

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة ، رقم :82/34.

[2] مسند أحمد : 389/3، رقم :15183، مصنف عبد الرزاق ، رقم :5009۔ شیخ شعیب نے اس حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سے نہ ہو جاؤ۔"

حدیث: 15

((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَشْرَافِ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ، وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ)) [1]

"اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے بزرگ افراد وہ ہیں جو قرآن پاک کے اٹھانے والے (یعنی حفاظ قرآن) اور رات والے (یعنی شب بیدار) ہیں۔"

تشریح: ......یعنی میری امت کے وہ لوگ بزرگ اور مکرم ہیں جو قرآن کو حفظ کریں اور اس کے مطابق عمل بھی کریں۔ لیکن جن کو کتاب اللہ یاد تو ہو پھر اس کے اوامر و نواہی پر عمل نہ کریں تو ان کو کچھ فائدہ نہیں۔ اور ان کی مثال ایسے ہے جیسے گدھے پر کتابیں لادی ہوں۔ نیز وہ صاحبان بھی بزرگی کے حامل ہیں جو تہجد کی نماز پر مداومت اختیار کرتے ہیں۔

حدیث: 16

((وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِی أَنْ یَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) [2]

"اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بدکلامی اور بدعملی نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

تشریح: ......یعنی روزہ دار کے لیے صرف کھانا پینا ترک کرنا ہی کافی نہیں بلکہ ہر قسم کا

---

[1] شعب الإیمان للبیهقی :556/2، باب فی تعظیم القرآن، رقم :3703.

[2] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور، رقم :1903.

برا قول وفعل چھوڑ دینا لازم ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ اس کے روزے کو نظر قبولیت سے نہیں دیکھتا۔ یاد رہے کہ روزہ دار تو کھانے پینے جیسی حلال چیزیں بھی ترک کر دیتا ہے لیکن اگر وہ مکروہ اور حرام چیزوں مثلاً جھوٹ، چغلی غیبت اور گالیوں وغیرہ سے نہ رکے تو روزہ کا ہے کا ہوا۔ لہٰذا کامل روزہ کے لیے ایسی تمام بری باتوں اور بُرے کاموں کو چھوڑنا ضروری ہے۔

حدیث: 17

((وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَكُوْنَ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعْ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ اَصَابِعَهُ)) [1]

''اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اسے ڈھونڈتا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو کاٹ کھائے گا۔''

تشریح:...... ''خزانہ'' سے مراد وہ جمع شدہ مال ہے جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی گئی اور حرام ذرائع سے کمایا گیا مال بھی اسی حکم میں شامل ہے۔ اور ذخیرہ کیا ہوا مال بشکل سانپ مالک کی انگلیاں اس لیے کاٹ کھائے گا کہ انہیں ہاتھوں سے مال کما کر جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی۔

حدیث: 18

((وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) [2]

---

[1] مسند أحمد: 530/2.

[2] صحيح بخاری، كتاب الحج، باب فی فضل حج المبرور، رقم: 1528، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم العرفة، رقم: 1350/438.

''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص محض اللہ کے لیے حج کرے پس اپنی بیوی سے نہ جماع کرے اور نہ گناہ کا کام کرے تو وہ اس طرح گھر لوٹتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔''

تشریح: ...... محض اللہ کے لیے حج کرے یعنی اسی کی رضا مقصود ہو۔ دکھانے یا سنانے یا کسی اور غرض کے پیش نظر حج نہ کرے اور حالت احرام میں بیوی سے جماع نہ کرے۔ البتہ احرام کھول کر بیوی سے مجامعت کرسکتا ہے۔

''رفث'' کے معنی ہیں صحبت کرنا، کلام فحش بکنا اور عورتوں سے شہوانی گفتگو کرنا اور فسق نہ کرے یعنی گناہ کبیرہ نہ کرے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرے بلکہ توبہ کرے۔

مختصر یہ کہ جو کوئی خالص اللہ کی رضا کے لیے حج کرے اور اس میں جماع اور کلام بد نہ کرے اور نہ ہی گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر گھر لوٹتا ہے۔

حدیث: 19

((وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ)) [1]

''اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عالم شخص شیطان کے لیے ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔''

تشریح: ...... کیونکہ شیطان جب لوگوں پر نفسانی خواہشات کے دروازے کھولتا ہے (جن کی تفصیل علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں لکھی ہے) تو عالم پہچان لیتا ہے اور ان شیطانی حربوں کا دفاع ان کو بتا دیتا ہے۔ اس کے برعکس ایک عابد محض

[1] سنن ترمذی، كتاب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، رقم: 2681، سنن ابن ماجة، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم: 222.

اکثر عبادت میں مشغول رہتا ہے اور شیطان کے ہتھکنڈوں کو نہیں جانتا حالانکہ بعض دفعہ شیطان کے جال میں پھنسا ہوتا ہے۔

حدیث :20

((وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: الْمِرَاءُ فِی الْقُرْآنِ كُفْرٌ)) [1]

''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔''

تشریح: ......قرآن میں جھگڑنے سے مراد قرآن کی ایک آیت کو دوسری آیت سے جھٹلانا ہے۔ بلکہ انسان کو قرآنی آیات میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے۔

اور یہ آیت پڑھتا ہے: ﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ﴾ [النساء : 78] ''یعنی سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ دوسرا اس کو جھٹلاتا ہے اور یہ آیت پڑھتا ہے: ﴿مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ﴾ [النساء : 79] ''یعنی ہر بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہر برائی انسان کے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔'' اس قسم کا اختلاف منع ہے حالانکہ مطابقت اس کی یوں ہے کہ خیر و شر کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور نیکی بدی کو اختیار کرنے والا انسان خود ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہے، لہٰذا اس میں بھی تعارض و تناقض بتلانا ممنوع ہے۔

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب السنة، رقم : 4603، المشکاة، رقم : 236۔ محدث البانی نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

﴿ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء : 82]

''اور اگر یہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔''

حدیث :21

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) [1]

''اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے (حاجات) نہ مانگے، اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔''

تشریح: ......اللہ تعالیٰ مانگنے والے سے راضی اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ ترک سوال تکبر کی علامت ہے اور متکبر کی سزا بہت سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ مومن میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾ [المؤمن : 60]

''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں انہیں عنقریب ذلیل کر کے جہنم میں داخل کروں گا۔''

حدیث :22

((وَعَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ

[1] سنن ترمذی ، کتاب الدعوات ، باب منه ، رقم :3373 .

وَاَعْمَالِكُمْ .)) 1

''اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، وہ تو صرف تمہارے دلوں کے خلوص اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

تشریح: ......لہٰذا خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے جو عمل کیا جائے وہی اجر وثواب کا مستوجب ہوگا۔ سیّدنا ابوموسیٰ عبد اللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی بہادری کے جوہر دکھانے کے لیے، دوسرا (خاندانی، قبائلی) حمیت کے لیے اور ایک تیسرا ریاکاری کے لیے لڑتا ہے، ان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) 2

''جو شخص صرف اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۱۱﴾ [الزمر : 11]

''کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خلوص نیت کے ساتھ اللہ کی عبادت کروں۔''

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔ پس جس کی ہجرت، اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی، اس کی ہجرت انھی کی

---

1 صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: 6543.

2 صحيح بخاری، كتاب العلم، رقم: 123، صحيح مسلم، كتاب الإمارة، رقم: 1904.

طرف سمجھی جائے گی۔ اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انھیں مقاصد کے لیے ہوگی۔'' [1]

معلوم ہوا کہ ''نیت'' کا معاملہ دینی و دنیاوی امور میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اس لیے کہ سب اعمال اس کی بنیاد پر سرزد ہوتے ہیں اور اس کے اعتبار سے وہ درست یا غلط قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ امام یحییٰ ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تَعَلَّمُوا النِّيَّةَ فَإِنَّهَا أَبْلَغُ مِنَ الْعَمَلِ .'' [2]

''عمل سے پہلے نیت کے اخلاص کو اپناؤ، کیونکہ نیت عمل سے زیادہ ضروری ہے۔''

حدیث: 23

((وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِالْحَرَامِ)) [3]

''اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
حرام غذا سے پرورش پانے والا بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

تشریح: ...... معلوم ہوا کہ انسان خواہ کتنا بڑا عابد و زاہد ہو۔ اگر وہ حلال کا لقمہ کما کر نہیں کھاتا تو ناجی مسلمانوں کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

حدیث: 24

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ،

---

1. صحيح بخاری، كتاب بدء الوحی، رقم: 1۔ صحيح مسلم، كتاب الأمارة، رقم: 1907.
2. فتح الباری شرح صحيح بخاری، تحت حديث رقم: 1.
3. المشكاة، كتاب البيوع، الفصل الثالث، رقم: 2787.

أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْا لَهُ .)) [1]

''اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، لیکن تین چیزوں کا اجر مسلسل اُسے ملتا رہتا ہے۔ ①: صدقہ جاریہ ②: ایسا علم جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا رہے۔ ③: یا نیک اولاد چھوڑ گیا ہو، وہ اس کے لیے دعائیں کرتی ہے۔''

تشریح: ...... یعنی تین نیکیاں انسان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلسل ملتا رہتا ہے۔ ان میں ایک ایسا علم کہ جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں، یعنی کسی کو دین پڑھایا، پھر اس کے شاگرد آگے پڑھاتے چلے جارہے ہوں، لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ لوگ ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ علم صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرا صدقہ جاریہ نیک اولاد ہے۔ یعنی اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی، اولاد دین کے مطابق زندگی گزارنے لگ گئی۔ والدین کو اس کا اجر مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

تیسری نیکی جو صدقہ جاریہ ہے، کوئی ایسا کام کہ جس سے لوگ مسلسل فائدہ اُٹھاتے رہیں، مثلاً: مسجد بنوادی، مدرسہ کی تعمیر کروادی، قرآن وسنت کی اشاعت کی، کہیں پانی کی ضرورت تھی تو پانی کا انتظام کروادیا۔ جب تک ان چیزوں سے لوگ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے، نیکی کرنے والے کو ثواب ملتا رہے گا۔

حدیث: 25

((وَعَنْ أَبِى سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم: 4223.

وَالشُّهَدَاءِ)) ❶

''اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ ہوگا۔''

تشــــریــــح: ......قول و فعل کا صحیح تاجر میدان حشر یا جنت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا کیونکہ تجارت افضل پیشہ ہے اور اس میں صداقت اور امانت کو اختیار کرنا بہترین عمل ہے۔

حدیث: 26

((وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)) ❷

''اور حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔''

تشــریــح: ......یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے رحمت اور مہربانی کی امید رکھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر مہربان ہونا چاہیے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کی مخلوق اس کا کنبہ ہے پس وہ بندہ اللہ کو محبوب ہے جو اس کی مخلوق سے حسن سلوک کرے۔

حدیث: 27

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَفٰى بِالْمَرْءِ

---

❶ سنن ترمذی، كتاب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبی ﷺ إياهم، رقم: 1209، سنن دارقطنی، كتاب البيوع، رقم: 18.

❷ صحيح بخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تبارك وتعالى ﴿قل ادعوا الله﴾، رقم: 7376، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ: 2319/44.

كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) [1]

''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ سنی سنائی باتیں بیان کرتا پھرے۔''

تشریح:...... جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے لیکن اگر جھوٹ نہ بھی بولتا ہو البتہ ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق بیان کر دینے کا عادی ہو تو وہ بھی جھوٹ میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ ہر وہ بات جو سننے میں آئے سچ نہیں ہوتی اس لیے حقیقت معلوم کیے بغیر کسی بھی بات کو بیان کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦﴾ [الحجرات : 6]

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، تو اس کی تحقیق کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانی میں نقصان پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر تمہیں ندامت اٹھانی پڑے۔''

حدیث: 28

((وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) [2]

''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا مومن کے لیے بندی خانہ اور کافر کے لیے باغِ بہشت ہے۔''

تشریح:...... یعنی دنیا مسلمان کے لیے قید خانہ کے مانند ہے کیونکہ یہاں ممنوع چیزوں سے بچنے کے لیے محنت و مشقت کرتا اور ضبط نفس سے کام لیتا ہے نیز کئی طرح کے

[1] صحيح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع، رقم :40/40.

[2] صحيح مسلم، كتاب الزهد، رقم :2956/1.

شدائد و مصائب برداشت کرتا ہے اس لیے جلد از جلد دنیا سے نکل جانا چاہتا ہے۔
بقول شاعر ؎

قید حیات و بندغم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

چنانچہ ہر لمحہ اس کے یہی جذبات ہوتے ہیں۔

چھوٹ جاؤں جو غم ہستی سے
بھول کر نہ ادھر دیکھوں میں

اور اگر اسے آسائشیں بھی حاصل ہوں پھر بھی آخرت کے ناز ونعم کے مقابل ہیچ ہیں جبکہ کافر کے لیے یہ دنیا ایک تفریح گاہ ہے اور باغ کے مانند ہے۔ وہ یہاں لذتوں اور شہوتوں میں کھویا رہتا، حظ اٹھاتا، کُھل کھیلتا اور گُل کھلاتا ہے اور کبھی دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

حدیث: 29

((وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لُعِنَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ)) [1]

"اور انہی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ملعون ہے دینار اور درہم کا بندہ۔"

تشریح: ...... درہم و دینار سکوں کا نام ہے جو شخص ان کے حصول میں دن رات ایک کیے ہوئے ہے، وہ دراصل دولت کی پوجا کر رہا ہے۔ چنانچہ دولت کی بندگی کے باعث اللہ تعالیٰ سے دور جا پڑا ہے اور شرک کا مرتکب ہو رہا ہے اسی لیے اللہ کا بندہ کہنے کے بجائے درہم و دینار کا بندہ قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب: 42، رقم: 2357.

حدیث :30

((وَعَنْهُ رِوَايَةً قَالَ: لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اِسْمًا۔ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا۔ مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ .)) [1]

''اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو (ننانوے) نام ایسے ہیں کہ جس مومن آدمی نے بھی ان کو یاد کرلیا (اور انہیں صبح وشام وہ پڑھتا رہا، ان کے ساتھ دعا کرتا رہا) وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

تشریح: ......معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء کے ساتھ پکارنا چاہیے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ [الاعراف : 180]

''اور اللہ کے بہت ہی اچھے نام ہیں، پس تم لوگ اسے انہی ناموں کے ذریعہ پکارو۔''

اور اس کا یہ بھی مفہوم نہیں کہ اللہ کے صرف ننانوے ہی نام ہیں، بلکہ اللہ کے نام اس سے زیادہ ہیں جن کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے، جیسا کہ ابن مسعود کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جسے احمد، ابوعوانہ، ابویعلی اور بزار نے روایت کیا ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایک عظیم دعا سکھائی ہے۔ اس میں آیا ہے: "أَسْأَلُكَ بِكُلِّ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ ، أَرِسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ . " کہ ''میں تجھ سے تیرے ہر اُس نام کے ذریعہ مانگتا ہوں جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے، یا جسے تو نے اپنے پاس علم غیب میں چھپا رکھا ہے۔'' امام نووی رحمہ اللہ نے علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں۔

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غير واحدة، رقم: 6410، صحیح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، رقم 2776/4.

حدیث: 31

((وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهِ)) 1

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔''

تشریح:...... اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴾ [الاحزاب : 41]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کیا کرو۔''

اور انسان کے دل کو صرف اللہ کی یاد سے ہی سکون مل سکتا ہے۔

ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ [الرعد : 28]

''آگاہ رہیے کہ اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔''

حدیث: 32

((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ)) 2

''اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام دنیا فائدہ کی چیز ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔''

تشریح:...... دنیا ''متاع'' ہے یعنی فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور اس کا نفع عارضی ہے اور دنیا کی بہترین چیز جس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے، وہ نیک عورت ہے یعنی ایسی

---

1 صحیح مسلم، کتاب الحیض، رقم: 826.

2 صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، رقم: 1467/64.

عورت فتنہ نہیں ہے کیونکہ وہ آخرت کی تیاری کے لیے ممد و معاون ہوتی ہے۔

حدیث: 33

((وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتْ الْجَنَّةَ)) [1]

''اور حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

تشریح: ...... معلوم ہوا کہ بیوی کے لیے اپنے خاوند کو راضی رکھنا بے حد ضروری ہے اور جنت میں داخلے کی کنجی ہے۔ بشرطیکہ خاوند عالم اور متقی ہو۔ فاسق و جاہل کی رضامندی کا حصول ضروری نہیں۔

حدیث: 34

((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) [2]

''اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

تشریح: ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و زمین دونوں جگہ لائق صد احترام ہیں۔ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں اور زمین میں تمام اہل ایمان سے مطلوب ہے کہ ان پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج......، رقم: 1161.

[2] سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبى صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: 485، صحيح أبوداؤد، رقم: 1369.

﴿وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾ [الاحزاب : 56]

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو۔''

حدیث:35

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ.)) [1]

''اور سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ربّ کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور ربّ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''

تشریح: ......اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کو راضی رکھنا، خوش کرنا کس قدر ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی ایک مقام پر والدین کے احسان اور نیکی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝﴾ [النساء : 36]

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو کسی کو۔ اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسایہ سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملک ہوں (کنیز، غلا) بے شک اللہ اسے دوست نہیں

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: 1899۔ سلسلة الصحيحة، رقم: 516.

رکھتا جو اترانے والا بڑ مارنے والا ہو شوخی خورا ہو۔‘‘

حدیث: 36

((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَكْثِرُوا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ)) [1]

’’اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو اکثر یاد کیا کرو۔‘‘

تشــــریـح: ......موت کو یاد کرنے سے غفلت دور ہوتی ہے۔ انسان دنیا میں محو ہونے سے باز رہتا ہے اور اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کی طرف رجوع کرتا ہے نیز قناعت پسند زندگی گزارتا ہے۔

حدیث: 37

((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُیُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ .)) [2]

’’اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے رخساروں کو پیٹ کر گریبان پھاڑ کر عہد جاہلیت کی طرح چیخ چلا کر ماتم کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔‘‘

تشــــریـح: ......یعنی کپڑے پھاڑنا، منہ پر تھپڑ مارنا اور چیخ کر رونا، یہ ماتم کی شکلیں ہیں۔ یہ ماتم بھی ہمارے معاشرہ میں عام ہے۔ اس کا نظارہ معمولی سی مصیبت کے وقت کیا

---

[1] سنن ترمذی، كتاب الزهد، باب ما جاء فی ذكر الموت، رقم: 2307، سنن النسائی، كتاب الجنائز، باب كثرة ذكر الموت، رقم: 1823، سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر الموت والإستعداد له، رقم: 4258.

[2] صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود، رقم: 1297.

جاتا ہے۔لوگ اس برائی کو بھی برائی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں، بلکہ اس کو کارِثواب سمجھ لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میّت پر یہ کام بطورِعزت کیا جاتا ہے۔خوب ماتم کرکے لوگوں کو دکھایا جاتا ہے، تاکہ لوگ اس کے رونے دھونے سے متاثر ہوں۔اوراس کے لیے کلمات خیر ادا کریں۔حالانکہ یہ کام انتہائی بڑا گناہ ہے۔

حدیث:38

((وَعَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)) [1]

"اورحضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہیں۔"

تشریح:......یعنی جولوگ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا خیال رکھنے والے بھی ہیں اورتمام عرفی عادات جیسے نرم خوئی، خندہ پیشانی اور حیاء وغیرہ کے حامل ہیں۔

حدیث:39

((وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ)) [2]

"اورحضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ بندے کوغرغرہ لگنے (موت کا یقین ہونے) تک اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

---

[1] صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، رقم: 2559، صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه ﷺ، رقم: 2321/68.

[2] سنن ترمذی، كتاب الدعوات، باب فی فضل التوبة، رقم: 353، سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم: 4253.

تشریح:......یعنی اگر انسان موت کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے پہلے کسی بھی وقت توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ البتہ موت کی علامات ظاہر ہونے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔

حدیث: 40

((وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ، فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدُ)) [1]

''اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔''

تشریح:......جس طرح دین کو زندہ کرنے کے لیے شہیدوں کو جاں تک سے گزرنا پڑتا ہے اسی طرح امت کی بے راہروی کے وقت سنت کو رواج دینے اور اس پہ مضبوطی سے عمل پیرا ہونے میں بڑی مشقت ہے، اسی لیے اتنے کثیر ثواب کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِیْنَ

[1] مرقاة المفاتيح :206/1، المشكاة، كتاب الإيمان، باب الإعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثالث، رقم :176، البيهقي، كتاب الزهد من حديث ابن عباس رضي الله عنهما.

فہرست آیاتِ قرآنیہ

فہرست احادیثِ نبویہ

مراجع ومصادر

۱۔ قرآن حکیم۔

۲۔ الجامع الصحیح المسند، للإمام محمد بن إسماعیل البخاری، ومعه فتح الباری، المکتبة السلفیة، دارالفکر، بیروت۔

۳۔ الجامع الصحیح للإمام محمد بن عیسی الترمذی، تحقیق: الشیخ أحمد شاکر، مطبعة مصطفی البابی الجلبی، القاهرة، ۱۳۹۸ھ۔

٤۔ السنن لأبی داود سلیمان بن الأشعث السجستانی (ت ۲۷۵ھ)، دار إحیاء السنة النبویة، القاهرة۔

۵۔ السنن لعبد اللّٰه محمد بن یزید القزوینی، ابن ماجه (ت ۲۷۳ھ)، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، مطبعة الحلبی، القاهرة۔

٦۔ المسند للإمام أحمد بن حنبل، المکتب الإسلامی، بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

۷۔ السنن لأبي عبد الرحمٰن أحمد بن شعیب النسائی (ت ۳۰۳ھ)، مکتبة المعارف للنشر والتوزیع، الریاض۔

۸۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة للألبانی، طبعة مکتبة المعارف، الریاض۔

۹۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی، طبعة المکتب الإسلامی۔

۱۰۔ صحیح مسلم للإمام مسلم بن الحجاج، تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی، دار إحیاء التراث، بیروت۔

۱۱۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، للحافظ نور الدین الهیثمی، منشورات دار الکتاب العربی، بیروت، ۱٤۰۲ھ۔

۱۱۔ مشکوٰة المصابیح للتبریزی، تحقیق نزار تمیم وهیثم نزار تمیم، طبعة شرکة دار الأرقم بن أبی الأرقم، بیروت۔